ترغیب:اسوہ حسنہ کا ایک اہم پہلو

Motivation: An Important Aspect of Uswa-e-Hasna

Akhlaq Ahmad Khaleeque
PhD Scholar, Dept. of Islamic Studies, Lahore Garrison University, Lahore:
a.a.khaleeque@gmail.com

Dr. Ali Akbar Azhari
Associate Professor, Dept. of Islamic Studies, Lahore Garrison University, Lahore:
drazhari@gmail.com

Abstract
This article explores the profound role of Prophet Muhammad (PBUH) as an exemplary role model for motivation and inspiration. Drawing upon historical accounts and narratives from Islamic tradition, the study delves into the various facets of the Prophet's life that have served as a wellspring of motivation for individuals across cultures and generations. The article highlights Prophet Muhammad's (PBUH) unwavering determination in the face of adversity, his resilience in times of hardship, and his ability to inspire positive change through his actions and words. It examines his transformative leadership style that encouraged empathy, compassion, and inclusivity, setting a remarkable precedent for motivational leadership. Furthermore, the article delves into the Prophet's (PBUH) unyielding pursuit of knowledge and personal growth, showcasing how his continuous quest for self-improvement serves as a timeless source of inspiration for individuals seeking to excel in their endeavors. His ethical principles, exemplified in his honesty, integrity, and respect for others, offer a blueprint for fostering motivation through righteous conduct. By analyzing key incidents from the Prophet's life, this article sheds light on the practical ways in which his teachings can be applied to contemporary contexts, offering insights into enhancing personal motivation, leadership effectiveness, and community cohesion. Overall, the study underscores Prophet Muhammad's (PBUH) enduring influence as a role model who continues to ignite motivation and inspire positive action across diverse spheres of life.

Keywords: *Prophet Muhammad (PBUH), Seerah, Motivation, Inspiration, Islam.*

نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے تمام خوبیوں سے نوازا تھا۔ آپ کریم ﷺ کو اگر بطور لیڈر (Leader) دیکھا جائے تو اس میں کوئی کسی قسم کی کمی نہیں تھی۔ اسی طرح نبی کریم ﷺ بحیثیت خاوند، باپ، مصلح، مبلغ، ناصح، سپہ سالار، مفید شہری ہر حیثیت میں اللہ تعالیٰ نے تمام خوبیوں سے متصف فرمایا ہے۔ اس آرٹیکل کے اندر نبی کریم ﷺ کو بحیثیت موٹیویٹر (Motivator) بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ویسے تو تمام انبیاء کرام کو اللہ تعالیٰ نے تمام انبیائے کرام سے زیادہ خوبیوں سے متصف فرمایا اور موٹیویٹرز (Motivators) کے اندر جتنی بھی خوبیاں ہونی چاہیئے اللہ رب العزت نے تمام خوبیوں سے نوازا تھا۔

نبی کریم ﷺ نے لوگوں کی اصلاح کے لئے مختلف انداز اختیار کئے کبھی مثبت موٹیویشن (Motivation) اور کبھی فیئر موٹیویشن (Fair Motivation)۔ صحابہ کرام کی نفسیات کو دیکھ کر ان کی تربیت کرتے۔ صحابہ کرام کی تربیت میں ایسا انداز اختیار کرتے کہ ان پر نبی کریم ﷺ کی ہر بات اس قدر اثر انداز ہوتی کہ پھر وہ ان کی سیرت کا حصہ بن جاتی۔ نبی کریم ﷺ کی ایک خوبی یہ تھی کہ آپ کریم ﷺ لوگوں کے جذبات سے کھیلتے نہیں تھے جس طرح دور حاضر کے موٹیویٹرز (Motivators) لوگوں کے جزبات سے کھیلتے ہیں ان کو وقتی طور پر موٹیویٹ (Motivate) کر دیتے ہیں لیکن کچھ دیر بعد ان کی موٹیویشن (Motivation) ختم ہو جاتی ہے۔ اس آرٹیکل میں نبی کریم ﷺ کے چند ایک موٹیویشن (Motivation) کے انداز کو بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ ان پر عمل کر کہ لوگوں کو موٹیویٹ (Motivate) کیا جا سکے۔

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے کہ دین تو پورا (الدین النصیحة) دین خیر خواہی کا نام ہے یعنی دین تو پورے کا پورا محبت و پیار، حق و سچ اور امن و سکون ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبروں کا ذکر کرتے ہوئے اکثر مقامات پر ارشاد فرمایا کہ وہ ڈرانے والے اور خوشخبری سنانے والے تھے اور اسی طرح رسول کریم ﷺ بھی خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے ہیں وہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی جنت، مغفرت اور رحمت کی امید دلاتے ہیں اور اللہ کے عذاب، غضب اور جہنم سے ڈراتے ہیں۔ منصب رسالت کا اصل مقصد ہی موٹیویشن (Motivation) تھا لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت کی خوشخبری دینا اور اس کی ناراضگی اور غصے اور ڈرانا جس طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے:

"وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ إِلاَّ مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ فَمَنْ آمَنَ وَأَصْلَحَ فَلاَ خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلاَ هُمْ يَحْزَنُونَ"[1]

---

[1]- الانعام6:48۔

ترغیب: اسوہ حسنہ کا ایک اہم پہلو

اور ہم رسولوں کو نہیں بھیجتے مگر خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے، پھر جو شخص ایمان لے آئے اور اصلاح کر لے تو ان پر کوئی خوف ہو گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد ربانی ہے:

"وَمَا نُرْسِلُ الْمُرْسَلِينَ إِلَّا مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ وَيُجَادِلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ وَاتَّخَذُوا آيَاتِي وَمَا أُنذِرُوا هُزُواً"[2]

اور ہم رسولوں کو نہیں بھیجتے مگر خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے اور وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا، باطل کی وجہ سے جھگڑا کرتے ہیں، تاکہ اس کے ساتھ حق کو پھسلا دیں اور انہوں نے میری آیات اور ان چیزوں کو جن سے انھیں ڈرایا گیا، مذاق بنالیا۔

امتِ وحدہ کے تعلق سے ارشاد ہوا:

"إنَ النَّاسُ أُمَّةً وَاحِدَةً فَبَعَثَ اللّهُ النَّبِيِّينَ مُبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ"[3]

سب لوگ ایک ہی امت تھے، پھر اللہ نے نبی بھیجے خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے۔

خوشخبری اور ڈرسنانے سے متعلق رسولِ کریم ﷺ کے لئے فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

"رُّسُلاً مُّبَشِّرِينَ وَمُنذِرِينَ لِئَلاَّ يَكُونَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ وَكَانَ اللّهُ عَزِيزاً حَكِيماً"[4]

ایسے رسول جو خوشخبری دینے والے اور ڈرانے والے تھے، تاکہ لوگوں کے پاس رسولوں کے بعد اللہ کے مقابلے میں کوئی حجت نہ رہ جائے اور اللہ ہمیشہ سے سب پر غالب، کمال حکمت والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام کو موٹیویٹرز (Motivators) بنایا ہے کیونکہ ان پر ہی تھی اصلاح امت، لوگوں کی تربیت، لوگوں کی رہنمائی، لوگوں کو حق بات کی تلقین اور وعظ و نصیحت کی ذمہ داری اور انبیاء کرام کے بعد یہ ذمہ داری ہر ایک شخص کی ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں "وتواصوبالحق" سے اپنے نیک بندوں، کامیاب بندوں کا تعارف کروایا ہے۔ کہ انسان کامل وہی ہو سکتا ہے جس کے پاس علم نافع، عمل صالح، امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور جہاد فی سبیل اللہ کا جذبہ و استقامت ہو۔ پس وتواصو بالحق سے ثابت ہوا کہ ہر مسلمان

---

[2]-الکھف56:18

[3]-البقرہ213:2

[4]-النساء165:4

پیدائشی موٹیویٹر (Motivator) ہے۔ اس کا فرض ہے کہ پہلے خود حق پر عمل پیرا ہو اور پھر تمام دنیا کو حق کی دعوت دے۔ جس طرح ایک جنگ میں ایک صحابی نے بھوک کی شدت کی شکایت کرتے ہوئے اپنے پیٹ سے کپڑا اٹھا کر اپنے پیٹ پر بندھا ہوا پتھر دیکھایا تو نبی کریم ﷺ نے اپنے پیٹ سے کپڑا اٹھا کر دو پتھر دیکھائے یعنی حضور ﷺ نے صبر کی ترغیب خود صبر کا عملی مظاہرہ کر کے دی۔ اسی طرح نبی رحمت ﷺ بھی لوگوں کے لئے بشیر و نذیر یعنی موٹیویٹر (Motivator) بن کر آئے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو ہمارے لئے بہترین نمونہ بنا کر بھیجا آپ کریم ﷺ کی سیرت کو ہمارے لئے مشعل راہ بنایا۔ ہم اللہ تعالیٰ کا جتنا بھی شکر یہ ادا کریں کم ہے کیونکہ ہمیں جو اللہ تعالیٰ نے پیغمبر رحمت ﷺ عطا کئے ان جیسا نہ تو پہلے کوئی پیغمبر بھیجا اور نہ ہی ان کے بعد کوئی آئے گا۔ ان کی سیرت ایسی مکمل ہے کہ جس میں کسی بھی قسم کی غلطی کا شک کرنا بھی ہمارے ایمان کو ضائع کر دیتا ہے۔ کائنات کے اندر بسنے والے لوگوں کی مکمل رہنمائی کے لئے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام کو مبعوث فرمایا ان سب کے آخر میں سردار الانبیاء محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا اور خاص طور پر ان کے متعلق ارشاد فرمایا:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ [5]

تمہارے لئے رسول ﷺ کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔

اس آیت مبارکہ میں انسان کو دعوت عام دی جا رہی ہے کہ جہاں ہو، جس شعبے میں ہو، جس قسم کی رہنمائی چاہتے ہو، جس وقت چاہتے ہو، تاجر ہو یا کاشتکار، مزدور ہو یا مالک، استاد ہو یا شاگرد، خاوند ہو یا باپ، مسافر ہو یا مقیم، سپیکر ہو یا سامع تمہارے لئے رسول اللہ ﷺ کی مبارک زندگی بہترین نمونہ ہے، تمہیں کسی بھی وقت رہنمائی کی ضرورت محسوس ہو، کبھی مایوسی نہیں ہو گی تمہیں مطلوبہ رہنمائی ضرور ملے گی شرط یہ ہے کہ تمہاری طلب صادق ہونی چاہیے۔ اگر کوئی خطیب ہے کوئی موٹیویشنل سپیکر ہے تو اس کے لئے بھی نبی ﷺ کی زندگی بہترین نمونہ ہے کیونکہ دنیا میں کوئی نبی کریم ﷺ سے بڑھ کر موٹیویٹر (Motivator) نہیں آیا یوں تو "دنیا میں بہت بڑے بڑے سپیکرز کے نام موجود ہیں، جن کی خطابت سے لوگ متاثر ہوئے ایسے مقرر گزرے ہیں جن کی تقریریں اور اقتباسات تاریخ کا حصہ ہیں۔ جیسے کہ روم کے بروٹس اور مارک الطونی، اڈولف ہٹلر، ونسٹن چرچل اور برصغیر کے شعلہ بیاں مقرر عطاء اللہ شاہ بخاری جو عشاء کے وقت تقریر شروع کرتے تو رہتی صبح تک جاری رہتی۔ اسی طرح آگ لگا دینے والے اور جذبات برانگیختہ کر دینے والے مقرروں اور موٹیویشنل سپیکروں (Motivational Speakers) کے تذکرے ملتے ہیں،

[5] -الاحزاب 21

مگر حضور ﷺ کی انفرادیت کا جواب نہیں زیادہ تر مقرر چیخ چیخ کر ہاتھ اور جسم کی حرکات اور آوازوں کے زیر و بم سے سماں پیدا کرتے ہیں۔ سیرت النبی ﷺ سے پتا چلتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی تقریر اس طرح کے کسی بھی انداز سے مبرا ہوتی تھی"۔[6] کیونکہ نبی کریم ﷺ کی براہ راست تربیت اللہ تعالیٰ نے فرمائی تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کی تربیت میں کوئی کمی نہیں چھوڑی ان کے اندر تمام ایسی خوبیاں اور صلاحیتیں پیدا فرمادیں تھیں ایک موٹیویٹر اب دنیا کا بڑے سے بڑا بھی آدمی بھی نبی کریم ﷺ کے نعلین مبارک کی خاک کا مقابلہ نہیں کر سکتا اس لئے تمام خوبیاں جس موٹیویٹر میں یک جان کر دی گئی تھی وہ آپ کریم ﷺ کی ذات اقدس ہی تھی دور جاہلیت میں بھی بڑے بڑے قادر الکلام شاعر، خطیب، مقرر اور سپیکرز پیدا ہوئے جن کی زبان کسی درسگاہ کی مرہون منت نہیں تھی۔ انہیں فخر تھا کہ وہ عرب یعنی فصیح و بلیغ ہے عجمی نہیں ہیں۔

چنانچہ جس طرح قران مجید ایک قدیم المثال معجزہ ہے اسی طرح رسول ﷺ کی خطابت میں تمام لوازم خطابت کے ساتھ کسی معجزے سے کم نہیں۔ "نبی کریم ﷺ ایک ایسے خطے اور عہد میں مبعوث ہوئے جہاں حسن بیاں فصاحت و بلاغت اور خطابت کو بڑی اہمیت دی جاتی تھی، نہ صرف افراد بلکہ پورے کے پورے قبائل انہی زبان اور سخن طرازی کا گھمنڈ تھا"۔[7]

جب ہر طرف بلند و بالا خطابت موجود ہو، فصاحت و بلاغت کے دریا بہتے ہوں، جب ہر بندہ فن خطابت کا ماہر ہو تو اس وقت کی ضرورت تھی کہ وہاں سب سے نمایاں شخصیت ہو جو ان کی رہنمائی کرے اس لئے اللہ تعالیٰ ان کو ایسا موٹیویٹر دیا جس میں اللہ تعالیٰ ان سب سے زیادہ خوبیوں سے نوازا تھا۔

جس عہد میں نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے اس عہد کا خصوصی تقاضا یہ تھا کہ لوگوں کی رہنمائی کرنے والا لوگوں کا لیڈر، مربی اور نبوت کے رتبے پر فیض ہونے والی ہستی میں اپنے کلام اور بلاغت کی صفات بدرجہ اتم موجود ہوں کہ کوئی دوسرا ان کا ثانی نہ ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو مشن ہی ایسا سونپا تھا جس کے لئے آپ کریم ﷺ کا قادر الکلام، فصیح السان اور انسانی انداز میں ایسی معراج ہو جو نہ صرف اپنے عہد بلکہ تا قیامت لوگوں کے لئے نمونہ رہے۔ جس کے ذریعے آپ ﷺ کا ایک پوری امت کے عقائد و نظریات اور ان کی زندگیوں کو کلی طور پر تبدیل کرنا مقصود

---

[6]- پروفیسر عبد اللہ سلیم، رسول اللہ کی تقریریں، منشورات منصورہ، ملتان روڑ لاہور، دسمبر 2016، ص:11

[7]- ایضاً، ص:16

تھا اسی لئے آپ کریم ﷺ کو فصیح ترین عرب کہا گیا، حالانکہ اگر آپ کریم ﷺ کو کائنات کا فصیح السان شخصیت کہا جائے تو اس میں مبالغہ آرائی نہیں ہوگی۔

دنیا کے تمام سیرت نگار اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ آپ کریم ﷺ کا انداز بیاں، تکلم، دلنشیں اور موثر ترین تھا۔ آپ ﷺ کے ابدی دشمن بھی آپ کو دیکھ کر اپنے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے تھے کہ اگر آپ ﷺ کا کلام ان کے کانوں سے ٹکرایا تو دل میں اترے بغیر نہیں رہ سکے گا۔ اس بات میں ذرہ بھی شک نہیں کہ روایات، تاریخ و اثار، حدیث میں آپ ﷺ کا جو کلام محفوظ ہے وہ اپنی قادر الکلامی، اختصار، محبت وپیار، انتخاب الفاظ تاثر اور جامعیت میں اس قدر مئوثر اور بے مثل تھا کہ جس کی کوئی اور مثال نہیں ملتی۔

آپ ﷺ کے ہم عصر عربوں کو اپنے قادرالکلام اور فصیح و بلیغ ہونے پر اس قدر گھمنڈ تھا کہ اپنے مقابلے میں غیر عربی اقوام یعنی عجمیوں کو عاجزالکلام کہتے تھے۔ حج مذہبی رسومات، تقریبات، میلوں کے مواقع پر مختلف قبیلوں کے خطبا، شعرا اور مجمعوں میں شاعری اور خطابت کا جادو جگاتے، آباؤاجداد کی عظمت کے گیت گاتے، اپنی جرت وبہادری، عاشقی ومعشوقی، شجاعت اور سخاوت کی داستانیں چھیڑتے ایک دوسرے سے بڑھ کر داد دیتے۔ ان کے اس عمل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

فَإِذَا قَضَيْتُمْ مَنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ [8]

اور جب تم ارکان حج پورے کر لو تو اللہ کا ذکر اسی طرح کرو جیسے تمہارے آباؤاجداد ذکر کرتے تھے بلکہ اس سے بھی زیادہ کرو۔

نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو ذمہ داری سونپی گئی وہ لوگوں کی رہنمائی کرنا، لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانا، لوگوں کو خوشخبری سنانا اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر ان کو اس کے عذاب سے ڈرانا اس لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا وَدَاعِيًا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا[9]

---

[8]-البقرہ200:2

[9]-الاحزاب46:33-45

ترغیب: اسوہ حسنہ کا ایک اہم پہلو

اے نبی ﷺ ہم نے آپ کو گواہ بنا کر، بشارت دینے والا، ڈرانے والا اللہ کی اجازت سے اس کی طرف بلانے والا اور روشن چراغ بنا کر مبعوث فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی محبوب پیغمبر ﷺ کو جو ذمہ داریاں تفویض فرمائیں وہ ساری اہم ترین ہیں ان صفات کے بغیر منصب نبوت کی تکمیل ممکن نہیں کیونکہ نبوت کی ذمہ داریاں ہی اصلاح امت، لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانا ،ان کو اسلام کی طرف راغب کرنا، ان کا تعلق اللہ رب العزت کے ساتھ مضبوط کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ کی صفات کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ آپ کریم ﷺ کو مبعوث فرمانے کا مقصد گواہی دینا ہے یہاں گواہی دینے سے مراد شہادت دینا ہے جیسا کہ کل قیامت والے دن اللہ تعالیٰ اس وقت نبی کریم ﷺ سے گواہی لیں گے جب نوح علیہ السلام کی امت انکار کر دے گی ہماری طرف تو کوئی ڈرانے والا نہیں آیا تو اس وقت اللہ تعالیٰ کے آخری پیغمبر ﷺ کھڑے ہو کر گواہی دیں گے۔ تم لوگوں کی طرف اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو بھیجا جنہوں نے ساڑھے نو سو سال دعوت و تبلیغ کا کام کیا۔

نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ اپنی یکتائی کی گواہی دینے کے لئے کہے گے، اس کے بعد نبی کریم ﷺ کی بعثت کا مقصد لوگوں کو خوشخبری دینا جنت کی، نعمتوں کی، کامیابی کی، آخرت کی بہتری اور ڈرانے والے ہیں جہنم سے ،اللہ کے عذاب سے، اللہ تعالیٰ کے غصے سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے اور اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے۔

الٓر كِتَابٌ أَنْزَلْنَاهُ إِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِ رَبِّهِمْ إِلَى صِرَاطِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ [10]

یہ کتاب ہم نے تیری طرف نازل کی ہے تا کہ آپ لوگوں کو اندھیروں سے روشنی کی طرف نکالے۔

کیونکہ نبی کریم ﷺ ایک موٹیویٹر تھے، معلم انسانیت، لوگوں کو سیدھے راستے کی طرف لانے والے تھے اور انسانیت کی رہنمائی کے لئے مبعوث کئے گئے تھے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ [11]

اے ہمارے رب ان لوگوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیج جو ان پر تیری آیات کی تلاوت کرے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دے اور ان کا تزکیہ کرے بے شک تو غالب اور حکمت والا ہے۔

---

[10]- ابراہیم 1:14

[11]- البقرہ 129:2

ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے وہ پیغمبر مانگا جس کی یہ خوبیاں چاہیں کہ وہ تیری آیات کی تلاوت کرنے والا ہو۔ یہ لوگوں پر تیری آیات کی تلاوت کرے ان پر قرآن مجید کی آیات پڑھ کر سنائے۔ دوسری خوبی یہ ہونی چاہئے کہ وہ لوگوں کو اس کتاب کی تعلیم دے تیسری خوبی اس کی یہ ہونی چاہئے کہ وہ لوگوں کو حکمت کی باتیں بتائے چوتھی خوبی اس کی یہ ہو کہ وہ لوگوں کا تزکیہ کرے، لوگوں کو روحانی اور جسمانی پاک اور صاف ہونے کا طریقہ بتائے۔ اگر ہم اس آیت مبارکہ پر غور کریں تو ہمیں پتا چلے گا کسی بھی موٹیویٹر کے لئے یہ چار خوبیاں ضروری ہیں ان کے بغیر کوئی بھی موٹیویٹر نہیں بن سکتا۔ یہ چاخوبیاں اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کو دی ہوں گی کیونکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس بھی یہ خوبیاں تھی تب ہی تو ان کو یہ خوبیاں آنے والے پیغمبر میں انہوں نے ضروری خیال کیں۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو تمام خوبیاں جو ابراہیم علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ کے لئے مانگی۔

قرآن مجید کے چار مقامات پر ان خوبیوں کا ذکر فرمایا کہ ہم نے آپ کو ایسی شخصیت بنایا، ایسے موٹیویٹر بنایا جن کہ اندر یہ خوبیاں ہیں آپ ﷺ قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں، لوگوں کو اس کی تعلیم دیتے ہیں، لوگوں کو حکمت کی باتیں بتاتے ہیں اور لوگوں کا تزکیہ کرتے ہیں یعنی ان کو روحانی اور جسمانی طور پر پاک اور صاف رکھتے ہیں۔ قرآن مجید کے یہ چار مقامات، سورۃ بقرہ 129، سورۃ بقرہ 151، ال عمران 164 اور سورہ جمعہ کی آیت نمبر 2 میں اللہ تعالیٰ نے سب سے بڑے موٹیویٹر کی ان خوبیوں کا ذکر فرمایا۔ ساری کائنات کے موٹیویٹر نبی کریم ﷺ کو سورہ جمعہ کے آغاز میں اللہ تعالیٰ نے جو فرائض تفویض کئے یعنی موٹیویشن کے انداز اور طریقے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

1۔ تلاوت قرآن مجید

2۔ تعلیم کتاب

3۔ تعلیم حکمت

4۔ تزکیہ نفس

1۔ تلاوتِ قرآن مجید

يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ

ان پر تیری آیات کی تلاوت کرے

نبی کریم ﷺ ان پر قرآن مجید کی آیات تلاوت کرتے، اللہ کی آیات کی ان پر تلاوت کرتے جس کے ذریعے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو موٹیویشن ملتی تو وہ دائرہ اسلام میں داخل ہو جاتے بلکہ قرآن مجید کی تلاوت تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی کرتے تو اللہ تعالیٰ کے فرشتے زمین پر اترتے۔ اللہ تعالیٰ کے آخری پیغمبر کی تو کیا ہی بات ہے اللہ تعالیٰ نے نبی

کریم ﷺ کو ایسی میٹھی آواز عطا فرمائی تھی اپنے تو اپنے آپ کے دشمن بھی راتوں کو اٹھ اٹھ کر نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے قرآن سنتے جب تک وہ نبی کریم ﷺ کی آواز سے قرآن مجید تلاوت نہ سن لیتے ان کو نیند نہ آتی اپنے بستر پر بے سکون کروٹیں بدلتے رہتے۔" ایک بار قریش کے ایسے تین آدمی اکٹھے ہوئے جن میں سے ہر ایک نے اپنے بقیہ دوساتھیوں سے چھپ چھپا کر تن تنہا قرآن مجید سنا لیکن بعد میں ہر ایک کا راز دوسرے پر فاش ہو گیا تھا۔ ان تینوں میں سے ایک ابو جہل بھی تھا۔ تینوں اکٹھے ہوئے تو ایک نے ابو جہل سے دریافت کیا بتاؤ تم نے جو کچھ محمد ﷺ سے سنا اس کے بارے میں تمہاری رائے کیا ہے؟ ابو جہل نے کہا میں نے کیا سنا ہے؟ بات دراصل یہ ہے کہ ہم نے اور بنو عبد مناف نے شرف و عظمت میں ایک دوسرے کا مقابلہ کیا۔ انہوں نے (غرباء مساکین کو) کھلایا تو ہم نے بھی کھلایا انہوں نے داد دہش میں سواریاں عطا کیں، انہوں نے لوگوں کو عطیات سے نوازا تو ہم نے بھی ایسا کیا ، یہاں تک کہ جب ہم اور وہ گھٹنوں گھٹنوں ایک دوسرے کے ہم پلہ ہو گئے اور ہماری اور ان کی حیثیت ریس کہ مد مقابل گھوڑوں کی ہو گئی تو اب بنو عبد مناف کہتے ہیں کہ ہمارے اندر ایک نبی ہے جس کہ پاس آسمان سے وحی آتی ہے ۔ بھلا بتایئے ہم اسے کب پا سکتے ہیں؟ خدا کی قسم ہم اس شخص پر کبھی ایمان نہ لائیں گے ، اور اس کی ہر گز تصدیق نہ کریں گے ، چنانچہ ابو جہل کہا کرتا تھا اے محمد ﷺ ہم تمہیں جھوٹا نہیں کہتے ، لیکن تم جو کچھ لے کر آئے ہو اس کی تکذیب کرتے ہیں"۔[12]

یہ تھا نبی کریم ﷺ کا تلاوت آیات ، تلاوت قرآن مجید کہ اس کے ایسے اثرات تھے کہ جس کو بیان ہی نہیں کیا جا سکتا کیونکہ نبی کریم ﷺ نے مندرجہ بالا آیت میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے تفویض کی گئی پہلی ذمہ داری کو باطریق احسن ادا کیا اور آپ کریم ﷺ کی موٹیویشن سے لوگوں کی زندگیاں بدلتی چلی گئیں اور لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوتے چلے گئے۔

2۔ تعلیم کتاب

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ

اور انہیں کتاب کی تعلیم دے۔

نبی کریم ﷺ کے لئے جو دعا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے کی اور تمام صفات پھر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمائیں ان میں دوسرے نمبر پر تعلیم کتاب فرمایا گیا ہے کہ آپ کریم ﷺ کتاب کی تعلیم دیتے ہیں نبی

---

[12]- الرحیق المختوم صفحہ 170

کریم ﷺ تو موٹیویٹر ہیں ہی لیکن اللہ تعالیٰ نے جو نصاب نبی کریم ﷺ کو عطا فرمایا وہ بھی کسی موٹیویٹر سے کم نہیں اس کے اندر بھی اللہ تعالیٰ نے بہت ساری موٹیویشن رکھ دی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا لوگوں میں سے درجہ نبوت کے قریب ترین اہل علم اور مجاھدین ہیں۔ اہل علم اس لئے کہ انہوں نے لوگوں کو وہ باتیں بتائیں جو آپ کریم ﷺ لے کر آئے اور مجاھدین اس لئے کہ انہوں نے پیغمبروں کی لائی شریعت کے لئے جہاد کیا۔

کائنات کے سب سے عظیم موٹیویٹر کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ فَالَّذِينَ آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ أُولَئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ [13]

"وہ لوگ جو نبی کریم ﷺ کی امتی ہیں پیروی کرتے ہیں۔ جن کے اوصاف کو وہ تورات وانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں ۔ وہ انھیں نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں۔ اور پاک چیزوں کو ان پر حلال اور ناپاک کو ان پر حرام ٹھہراتے ہیں اور ان پر سے بوجھ اور طوق (ان کی گردنوں پر) سے اتارتے ہیں۔ تو جو لوگ ان پر ایمان لائے اور ان کی صحبت اختیار کی اور انہیں مدد دی اور جو نور ان پر نازل ہوا اس کی پیروی کی تو وہی فلاح پانے والے ہیں"۔ ہر نبی کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایک نصاب نازل کیا ہے اور نبی کریم ﷺ کو جو اللہ تعالیٰ نے کتاب دی ہے وہ قرآن مجید ہے اور یہ قرآن مجید اللہ نے لوگوں کی ہدایت اور رہنمائی کے لئے نازل فرمایا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو حکم دیا کہ ان کو کتاب کی تعلیم دیں۔

3۔ تعلیم حکمت

وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ

اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دے۔

حکمت سے مراد دین کی سمجھ بوجھ، پاک کرنا یعنی ااطاعت و اخلاص سیکھنا، بھلائیاں کرانا، برائیوں اے بچنا، اطاعت الٰہی کر کے رضائے رب حاصل کرنا، نافرمانی سے بچ کر، ناراضگی سے محفوظ رہنا"۔[14] نبی کریم کو اللہ تعالیٰ نے حکمت کی

---

[13]-الاعراف7:157۔

14۔ تفسیر ابن کثیر، ص:531۔

تعلیم دی اور اسی حکمت کے ساتھ آپ ﷺ نے ان بگڑے ہوئے لوگوں کی اصلاح کی، جن کی اصلاح کرنا بہت ہی مشکل سمجھا جاتا تھا یا ان کی اصلاح کرنا لوگوں کے خیال میں ممکن ہی نہیں تھا۔

4۔تزکیہ نفس

وَيُزَكِّيهِمْ

اور ان کا تزکیہ کرے۔

اسلام میں تزکیہ کی بہت اہمیت ہے۔اس کی اہمیت کا اندازہ کچھ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کرہ ارض پر جتنے بھی انبیاء کرام مبعوث فرمائے ہیں سب کی آمد کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ وہ لوگوں کے اندر تزکیہ پیدا کرنے کے لئے تشریف لائے۔انبیاء کرام کے ہاں کیونکہ ان کی بعثت کا اصل مقصد تزکیہ نفس تھا اس لئے وہ کبھی اپنی امت کے لئے دعا کرتے تو ان کے تزکیہ کی دعا کرتے جیسے ابراہیم نے نبی کریم ﷺ کے لئے دعا فرمائی تو ان الفاظ میں دعا فرمائی کہ قرآن مجید نے ان کو قیامت تک کہ لئے محفوظ فرمالیا۔

اللہ تعالیٰ نے جب نبی کریم ﷺ کو مبعوث فرمادیا تو ساتھ یہ بھی ارشاد فرمایا:

كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِنْكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ [15]

چنانچہ ہم نے تمہیں میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا جو لوگوں کو ہماری آیات پڑھ کر سناتا ہے اور تمہارا تزکیہ کرتا ہے اور تمہیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور تمہیں وہ باتیں سکھاتا ہے جو تم نہیں جانتے۔

سورۃ جمعہ میں اللہ تعالیٰ نے نبی مکرم ﷺ کی ذات کا تعارف کچھ ان الفاظ میں کروا کہ ارشاد فرمایا کہ یہ میرا احسان ہے کہ میں نے تم امیوں میں ایک ایسا پیغمبر ﷺ مبعوث فرمایا جو قران مجید کی آیات پڑھ کر سناتا ہے۔تمہارا تزکیہ کرتا ہے اور ایسی باتیں بتاتا ہے جو تمہیں پہلے معلوم نہیں تھیں۔ان تمام آیات میں جو نبوت کا مقصد بیان کیا جارہا ہے وہ ہے تزکیہ اس کے ساتھ ساتھ جو تلاوت آیات اور تعلیم کتاب اور حکمت یہ ایسے کام ہیں جن کہ ذریعہ تزکیہ کا حصول ہوتا ہے۔کیونکہ نبی کریم ﷺ کی بعثت کا مقصد تزکیہ نفس ہے اسی لئے آپ ﷺ کی تمام تر مصروفیات لوگوں کے اندر تزکیہ پیدا کرنے کے لئے تھیں اور آپ ﷺ کی تمام تر ترغیبات حصول تزکیہ کے لئے تھیں۔اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ایک واقعہ نقل فرمایا ہے ایک مرتبہ سرور کائنات ﷺ کے پاس قریش کے چند سردار

---

[15]-البقرة: 151

تشریف لائے جن کا مطالبہ تھا کہ ان غریب صحابہ کو اپنے پاس سے اٹھادیں نبی کریم ﷺ بھی چاہ رہے تھے کہ یہ کسی نہ کسی طرح مسلمان ہو جائیں اس لئے نبی کریم ﷺ نے ان کو ذراسائیڈ پر کر دیا اور ان سے بات چیت شروع کر دی اسی دوران ایک صحابی جو کہ نابینا تھے نبی کریم ﷺ کے پاس تشریف لائے۔

عَبَسَ وَتَوَلَّىٰ۔ "اس نے تیوری چڑھائی اور منہ پھیرا"۔أَنْ جَاءَهُ الْأَعْمَىٰ۔ "اس لیے کہ اس کے پاس نبینا آیا"۔

وَمَا يُدْرِيكَ لَعَلَّهُ يَزَّكَّىٰ۔ "اور تجھے کیا خبر شاید وہ پاکیزگی حاصل کرنا چاہتا ہو"۔[16]

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے کہ آپ اس کے آنے کی وجہ سے اس سے منہ پھیر رہے ہیں ممکن ہے کہ جس مقصد کے لئے آپ کو مبعوث کیا گیا ہے اسی مقصد کے لئے آپ کے پاس تشریف لایا ہو اس کے آنے کا مقصد حصول تزکیہ ہو اس لئے اس سے ناراضگی کا اظہار نہ کریں۔

حصول تقویٰ کے بغیر فلاح، نجات آخرت ممکن نہیں ہے۔ اس لئے قرآن مجید نے بھی تزکیہ کے حصول کی موٹیویشن دی ہے اور نجات کے حصول کے لئے تزکیہ کو ضرورت شرط قرار دیا ہے جس طرح قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

"قد افلح من تزکیٰ"[17]

اس نے فلاح حاصل کرلی جس نے اپنے نفس کا تزکیہ حاصل کر لیا۔

5۔ دعوت الی اللہ

منصب رسالت کی اہم ترین ذمہ داری ہے کہ آپ کریم ﷺ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف لے کر آئیں اور معبودان باطلہ کی عبادت سے منع کریں اور یہ کام آج تک جتنے بھی انبیاء اور رسل دنیا میں مبعوث ہوئے ہیں ان سب کی اللہ تعالیٰ نے یہ ڈیوٹی لگائی تھی کہ وہ لوگوں کو توحید کی دعوت د، اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف لے کر آئیں اور غیر اللہ کی عبادت سے منع کریں جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد گرامی ہے:

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ [18]

---

[16]- عبس80:3-1۔

[17] الاعلیٰ: 19

[18]- النخل16: 36۔

اور ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا (جو دعوت دیتا تھا) کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت (معبودان باطلہ) کی پرستش سے باز آجاؤ۔

یہ تمام انبیاء کرام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو بنیادی حکم تھا وہ ہے۔ کئی ایک مقامات پر اللہ تعالیٰ نے یہی بات ایک مختلف انداز میں دہرائی ہے۔

6۔ اخلاص

ترغیب اور موٹیویشن کے لئے ضروری ہے کہ یہ کام خالصتاً اخلاص سے کیا جائے اس کی بنیاد صرف اور صرف اللہ کی رضا پر مبنی ہونی چاہئے۔ اس میں قطعاً کی دنیا چاہت، دنیوی مقاصد کے حصول اور دنیا میں تعریف اور واہ واہ کروانے کے حصول کی مذمت ہونی چاہئے۔ کیونکہ "نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ صرف ان چیزوں میں نذر جائز ہے جس سے اللہ کی رضا و خوشنودی مطلوب ہو"۔[19]

یعنی کوئی بھی عمل، کوئی بھی کام اس وقت تک قبول نہیں جب تک وہ خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لئے ہی نہ کیا جائے یا صرف اور صرف اس کام کا مقصد اس کی رضا اور خوشنودی کا حصول ہو۔ اس میں ایک بات مد نظر رکھنی چاہئے کہ اگر شہرت مطمع نظر ہو تو سارے اعمال ختم ہو جاتے ہیں کیونکہ نمود و نمائش اور حصول شہرت ایسی بیماریاں ہیں جن کی وجہ سے بندہ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے ساتھ تقویٰ جیسی عظیم نعمت سے بھی محروم ہو جاتا ہے کیونکہ جب کسی کے دل میں حصول شہرت کی خواہش پیدا ہوتی ہے تو اس کے اندر سے اللہ تعالیٰ کا ڈر ختم ہو جاتا ہے۔

"رسول کریم ﷺ نے فرمایا جس شخص نے شہرت کا لباس پہنا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن ذلت کا لباس پہنائے گا"۔[20]

موٹیویٹر کے لئے ضروری ہے کہ وہ اخلاص کے ساتھ فریضہ ادا کریں تعریف و ستائش کی توقع اللہ تعالیٰ سے رکھیں کیونکہ وہ ہستی صرف اور صرف اخلاص سے بھرپور اعمال کو پسند فرمائی ہے۔ انسان کو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اس نے آپ کو بطور موٹیوٹر چنا ہے۔ اس بات کی ترجمانی ایک فارسی کے شاعر نے کیا خوب ہی انداز میں کی ہے۔

منت منہ کہ خدمت سلطان ہمی کنی

منت شناس ازو کہ بخدمت بداشتت

19۔ سنن ابی داود، کتاب: قسم کھانے اور نذر کے احکام و مسائل، باب: رشتہ داروں سے بے تعلقی کی قسم کھانے کا بیان حدیث: 3273۔

20۔ سنن ابن ماجہ، کتاب: لباس کے متعلق احکام و مسائل، باب: جو شخص شہرت اور ناموری کے لیے پہنے اس پر وارد وعید کا بیان حدیث: 3606۔

"اس بات کا احسان رکھ کہ تو بادشاہ کی خدمت کر رہا ہے بلکہ بادشاہ کا یہ احساس مان کہ اس نے تجھے اپنی خدمت کرنے دی ہے"۔

نبی کریم ﷺ نے ہمیشہ عاجزی اور انکساری کا اظہار کرتے تھے۔ صبح و شام اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لئے موٹیویشن، ترغیب، وعظ و نصیحت اور دعوت و تبلیغ کے فرائض کو سرانجام دیتے تھے۔

7۔ فصیح اللسان

رسول کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے تمام عرب قبائل کی لغات سے پوری طرح آشنا کر دیا تھا۔ آپ کریم ﷺ ہر قبیلے کے مخصوص لب و لہجے اور اس کے منفرد انداز میں خطاب فرمایا کرتے تھے۔ یہ خصوصیات عرب کے کسی اور شخص میں موجود نہیں تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ایسی خصوصیات سے بہرہ مند فرمایا کہ آپ ﷺ جس قبیلے میں خطاب فرماتے یوں محسوس ہوتا کہ آپ ﷺ کا تعلق اسی قبیلے سے ہے۔ ایک موقع پر آپ ﷺ کے بعض صحابہ کرام نے آپ ﷺ سے کہا کہ ہم نے آپ ﷺ سے بڑھ کر کسی کو فصیح اللسان نہیں دیکھا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو اس خصوصیت سے اس لئے بہرہ مند فرمایا کہ آپ ﷺ کا واسطہ جس بھی قبیلے سے بھی پڑے، یوں محسوس ہو کہ اسی قبیلے سے تعلق رکھتے ہیں، تاکہ اچھی طرح اتمام حجت قائم ہو جائے، اور آپ ﷺ کی بات پوری طرح واضح ہو جائے، تاکہ یہ بات بھی جان لی جائے کہ آپ کریم ﷺ کو زبان و ادب میں وہ خصوصیت حاصل ہے جو کسی اور میں نہیں۔" محمود راغب نے بھی حضور اکرم ﷺ کی اس الہامی فصاحت کا تذکرہ کیا ہے، جو آپ ﷺ کو عرب کے تمام لسانی اختلاف کے باوجود اپنا ایک مخصوص حسن اور منفرد اسلوب عطا کرتی تھی، اور جن کی وجہ سے آپ ﷺ آج بھی ممتاز مقام رکھتے ہیں۔ نادر حکمتوں اور عرب کی تمام زبانوں کے علم سے اللہ نے آپ ﷺ کو بہرہ مند کیا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ عرب کے مختلف قبائل کی جماعتوں کو آپ ﷺ انہی کی زبان میں مخاطب فرماتے، اور انہی کی لغت کے محاورے استعمال فرماتے، اور خود ان کے کلام کی بلاغت میں ان سے بازی لے جاتے۔ ایک اور موقع پر آپ ﷺ کے بعض صحابہ کرام نے آپ ﷺ سے کہا، ہم نے آپ ﷺ سے بڑھ کر کسی کو فصیح اللسان نہیں دیکھا نبی کریم ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا میرے لئے فصاحت سے کون سی چیز مانع ہے؟ آخر یہ قرآن میری ہی زبان میں نازل ہوا ہے جو عربی مبین ہے۔ آپ ﷺ کی فصاحت و بلاغت کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے ایک مرتبہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں سارے عرب میں گھوما ہوں میں نے

عرب کے بڑے بڑے مشہور فصحاء کو سنا ہے لیکن میں نے آپ ﷺ سے زیادہ فصیح اللسان کسی کو بھی نہیں دیکھا"۔[21]
آپ کریم ﷺ کی فصاحت و بلاغت کی تعریف اپنے ہی کرتے نظر نہیں آتے بلکہ غیروں نے بھی آپ ﷺ کی تعریف کی اور نبی کریم ﷺ کو دنیا کو عظیم ترین موٹیویٹر ماننے پر مجبور ہے گئے۔

8۔ مختصر ترین مگر جامع گفتگو

موٹیویٹر، مقرر یا خطیب ہمیشہ جچے تلے الفاظ استعمال کرتا ہے وہ مختصر وقت میں اپنے مؤقف کو بیان کرنے کی صلاحیت رکھتا۔ اور بعض دفعہ یہ اپنے مؤقف کو بیان کرنے کے لئے مختلف الفاظ کے موتی پرونے کی بھی صلاحیت رکھتے ہیں اور ایسے الفاظ کا استعمال بھی کرتا ہے جن سے لوگ متاثر ہو سکیں لیکن کائنات کے آخری پیغمبر ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جوامع الکلم عطا فرمائے تھے اسلئے اللہ کے پیارے پیغمبر ﷺ کا فرمان ہے:

"میں جامع کلمات کے ساتھ مبعوث ہوا ہوں"۔[22]

مختصر اور چھوٹے سے فقرے میں معانی کا ایک سمندر سما دینا نبی کریم ﷺ کی ایک خوبی تھی۔ آپ ﷺ کے اکثر خطابات انتہائی مختصر ترین ہیں بہت کم ایسے خطابات ہیں جو طویل ہیں یا جن کو طویل ترین کہا جا سکتا ہے۔ عمار بن یاسر بیان فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ آدمی کی لمبی نماز پڑھنا اور خطبے کا اختصار اس کی دانائی کی علامت ہے سو نماز کو طویل کرو اور خطبے کو مختصر کرو۔ "حضور اکرم ﷺ کے کلام پر گفتگو کو جاحظ نہایت جامع تبصرے کرتے ہیں، جسے علامہ رافعی نے اعجاز القرآن میں نقل کیا ہے، بقول جاحظ بنی کریم ﷺ کا کلام ایسا ہوتا تھا، کہ اس میں الفاظ تو مختصر ہوتے، مگر معانی کی ایک دنیا آباد ہوتی۔ بناوٹ سے خالی اور تکلف سے پاک جہاں بسیط و تفصیل کی ضرورت ہوتی وہاں آپ ﷺ کا کلام مبسوط اور مفصل ہوتا، اور جہاں ایجاز و اختصار کی ضرورت ہوتی وہاں مختصر نامانوس اور اجنبی الفاظ سے آپ ﷺ گریز فرماتے۔ پس یہی آپ ﷺ کا وہ کلام تھا جس کہ باعث اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں میں آپ ﷺ کی محبت ڈال دی تھی اور قبولیت کا دروازہ کھول دیا تھا۔ آپ ﷺ کی ہیبت اور محبت دونوں کو بیک وقت لوگوں کے دلوں میں اکٹھا کر دیا گیا، اور آپ ﷺ کے کلام کو حسن تفہیم اور قلت الفاظ کا جامع بنا دیا گیا"۔[23] نبی کریم ﷺ کے انداز ترغیب پر تبصرہ کرتے ہوئے جو الفاظ استعمال کیے وہ یادگار اور تاریخ کا

---

[21]- پروفیسر عبد اللہ سلیم، رسول اللہ کی تقریریں، منشورات منصورہ، ملتان روڑ لاہور، دسمبر 2016، ص:25۔
[22]- بخاری، کتاب التفسیر 2629۔
[23]- پروفیسر عبد اللہ سلیم، رسول اللہ کی تقریریں، منشورات منصورہ، ملتان روڑ لاہور، دسمبر 2016، ص:39۔

حصہ ہیں کہ آپ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے الفاظ میں ایک دنیا آباد ہوتی تھی وہ کسی بھی قسم کی بناوٹ سے خالی ہوتے تھے ان میں جو جامعیت ہوتی تھی وہ کسی اور کے بڑے سے بڑے خطاب میں بھی موجود نہیں ہو سکتی آپ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ہمیشہ ایسے الفاظ کا استعمال کرتے جو عام فہم ہوتے لوگ آسانی سے ان کو سمجھ لیتے۔

9۔پر اثر خطابت

دنیا کے عظیم ترین موٹیویٹر ہونے کی حیثیت سے آپ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے انداز خطابت کے اثرات بھی ایسے ہیں جس کو چند ایک صفحات میں بیان کرنا ممکن ہی نہیں کیونکہ "نبی کریم صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جو امت اسلامیہ ہی نہیں بلکہ ساری انسانیت کے سب سے بلند پایہ قائد و رہنما تھے۔ ایسے جسمانی جمال، نفسانی کمال، کریمانہ اخلاق، باعظمت کردار اور شریفانہ عادات و اطوار سے بہرہ ور تھے کہ دل خود بخود آپ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی جانب کھنچے جاتے تھے اور طبیعتیں خود بخود آپ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ پر نچھاور ہو تی تھیں، کیونکہ جن کمالات پر لوگ جان چھڑکتے ہیں ان سے آپ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کو اتنا بھرپور حصہ ملا تھا کہ اتنا کسی انسان کو دیا ہی نہیں گیا۔ آپ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شرف و عظمت اور فضل و کمال کی سب سے بلند چوٹی پر جلوہ فگن تھے۔ عفت و امانت ،صدق و صفا اور جملہ امور خیر میں آپ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا وہ امتیازی مقام تھا کہ رفقاء تو رفقا آپ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے دشمنوں کو بھی آپ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی یکتائی و انفرادیت پر کبھی شک نہ گزرا۔ آپ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی زبان سے جو بات نکل گئی دشمنوں کو بھی یقین ہو گیا کہ وہ سچی ہے اور ہو کر رہے گی"۔[24]

نبی کریم صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے خطاب میں اللہ تعالیٰ نے بہت تاثیر رکھی تھی۔ اصحاب رسول صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سنتے اور فوراً عمل کی طرف بھاگتے کئی بار آپ کریم صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے خطاب کے بعد خواتین اپنے زیورات اتار کر آپ کی خدمت میں پیش کر دیتیں۔ نبی کریم صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی ہر بات مبارک پر فوراً عمل کرنا صحابہ کرام رَضِيَ ٱللَّٰهُ عَنْهُمْ کی زندگی کا مقصد تھا۔ "جابر سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے اس دن منبر پر بیٹھ کر آپ کریم صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے لوگوں سے بھی فرمایا بیٹھ جاؤ ابن مسعود مسجد میں داخل ہو رہے تھے انہوں نے یہ الفاظ سنے تو مسجد کے دروازے پر ہی بیٹھ گئے حضور صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے انہیں دیکھ کر ارشاد فرمایا اندر آجاؤ"۔ اکثر اوقات نبی کریم صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کا خطاب سن کر لوگ رو دیتے یہ وہ لوگ تھے جو بدو سخت مزاج اور سخت دل کے لوگ تھے۔ ان کی عادت میں شدت اور سختی تھی اسلئے ان سخت مزاج لوگوں کو نرم کرنے اور پھر ان کو اپنی مرضی کے مطابق ایک اچھے سانچے میں ڈھالنے کی ضرورت تھی۔

24۔ الرحیق المختوم صفحہ 170۔

ترغیب: اسوہ حسنہ کا ایک اہم پہلو

نبی کریم ﷺ کا خطاب ہمیشہ سادہ مگر پراثر ہوتا تھا اور ایسے انداز میں دعوت دین دی کہ جاہلیت کی تمام رسومات کو پاش پاش کر دیا۔ صدیوں کی برائیاں اناً فاناً ختم کر دیں ان کو ایک صف اور مصلے پر لا کھڑا کیا۔ اور ایسے کر دیا کہ وہ کبھی دشمن تھے ہی نہیں۔ اسی موٹیویشن کی بدولت حضرت عمرو بن عاص جو حبش میں نجاشی کے پاس قریش کا سفیر بن کر گیا تھا کہ مسلمانوں کو بطور مجرموں کے حاصل کرے، چند سال کے بعد وہی عمان کے بادشاہ کے پاس داعی اسلام بن کر جاتا ہے اور ہزاروں اشخاص کے مسلمان ہو جانے کی بشارت نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لاتا ہے۔ وہی خالد بن ولید جو غزوہ احد میں بت پرستوں کے رسالہ کی کمان کرتا ہوا مسلمانوں کو تباہ کرنا اپنی زندگی کا اعلیٰ مقصد سمجھتا تھا، کچھ عرصہ کے بعد حاضر ہوتا ہے اور لات و عزیٰ کے مندروں کو اپنے ہاتھوں سے گراتا اور اسلامی فتوحات میں گرم جوش جنرل کا درجہ پاتا ہے۔ وہی عروہ بن مسعود جو حدیبیہ میں نبی ﷺ کو مکہ میں داخل ہونے سے روکنے کے لئے قریش کا سفیر بن کر آیا تھا آج خود بخود مدینہ میں حاضر ہوتا اور اپنی قوم میں دعوت اسلام کی اجازت حاصل کر کے اسی خدمت میں اپنی جان قربان کر دیتا ہے وہی سہیل بن عمرو جو معاہدہ حدیبیہ میں بت پرستوں کی جانب سے کمشنر معاہدہ تھا اور جس نے عہد نامہ میں اسم پاک محمد ﷺ کے ساتھ لفظ "رسول اللہ" لکھے جانے پر انکار کیا تھا، وہ وفات نبوی ﷺ کے بعد بیت اللہ میں کھڑے ہو کر اسلام کی صداقت، اور دین الٰہیٰ کی تائید میں ایسی زبردست تقریر کرتا ہے، جو سیکنڑوں دلوں میں سکینہ اور ایمان بھر دیتی ہے۔ وہی عمر جو تلوار لے کر گھر سے نبی اکرم ﷺ کا سر قلم کرنے کے لئے نکلا تھا، وہ وفات نبوی کے دن شمشیر برہنہ لے کر کہہ رہا ہے کہ جو کوئی کہے گا، محمد ﷺ نے وفات پائی ہے تو اس کا سر قلم کر دیا جائے گا۔ وہی وحشی جس نے امیر حمزہ کو مارا، کلیجہ نکالا، اعضاء کاٹے، کچھ دنوں بعد مسلمان ہو جاتا، شرم و خجالت سے منہ سامنے نہیں کرتا اور بالا آخر مسیلمہ جیسے کذاب کے قتل کو اپنی حرکت سابقہ کی تلافی سمجھتا۔ وہی ابوسفیان بن حارث بن عبد المطلب جو حقیقی چچا کا بیٹا ہو کر بھی نبی اکرم ﷺ کی ہجو میں متواتر اشعار کہا کرتا، جذبہ توفیق سے خدمت حاضر ہوتا ہے اور جنگ حنین کے میدان میں وہی اکیلا رکاب نبوی ﷺ تھامے نظر آتا ہے۔ وہی ابوسفیان بن حرب جو سات برس تک برابر نبی ﷺ کے مقابلہ میں فوجیں لاتا رہا اور مسلمانوں کے خلاف سارے ملک میں آتش فساد بھڑکاتا رہا مگر آج اسلام لاتا ہے اور نجران کے عیسائی علاقہ پر حاکم بنا کر بھیجا جاتا ہے۔ وہی طفیل دوسی جو مکہ میں روئی کی ڈاٹ کانوں میں لگا کر پھرتا تھا کہ محمد ﷺ کی آواز کانوں نہ پہنچے بالا آخر وہ اپنے وطن میں گھر گھر پھرتا اور محمد ﷺ کی آواز کو پہنچاتا تھا۔ وہی عبد یالیل ثقفی جس نے طائف میں غلاموں کے بچوں کو پتھراؤ کرنے کے لئے نبی ﷺ کے پیچھے لگا دیا، آخر مدینہ حاضر ہوا اور وہاں سے اپنی قوم کے پاس جواہر ایمان و ایقان لایا تھا۔ وہی بریدہ بن الحصیب اسلمی جو قریش سے سو شتر سرخ کے انعام کا وعدہ لے کر محمد ﷺ کی گرفتاری

کے لئے ستر سواروں کا دستہ لے کر گیا تھا مگر چند گھنٹوں کے بعد نبی ﷺ کا علم بردار بن گیا۔[25] یہ تمام وہ واقعات ہیں جن کی بین گواہی سیرت کی کتب میں موجود ہے آپ کی موٹیویشن کے اثرات بہت ہی قلیل عرصہ میں پوری دنیا میں پہنچ جاتے ہیں۔ ایسی ایسی زندگیاں مختصر ترین عرصہ میں تبدیل ہو تیں ہیں کہ جو کوئی تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔

10۔نافع ترین حق گوئی

نبی کریم ﷺ صرف صداقت کو اپنی دلیل بناتے۔ چکنی باتوں اور فریب سے ہر گز فائدہ نہ اٹھاتے، نہ عیب جوئی کرتے، نہ سست روی اختیار فرماتے، نہ جلدی کرتے اور نہ بات کو بڑھاتے۔ حضور اکرم ﷺ کے کلام سے زیادہ نفع بخش کوئی کلام نہیں کیونکہ آپ ﷺ کے لئے اللہ تعالیٰ نے تو ارشاد فرمادیا کہ آپ ﷺ جب بھی بولتے ہیں میرے حکم سے بولتے ہیں اس لئے آپ ﷺ کے کلام سے زیادہ سچا اور عدل و انصاف کے اعتبار سے متوازن کلام کبھی لوگو ں کے کانوں سنا ہی نہیں۔

11۔ غلطی پر فوراً رہنمائی فرماتے

نبی کریم ﷺ بہت ہی اعلیٰ درجے کے موٹیویٹر تھے ہر وقت آپ کریم ﷺ کا کام لوگوں کی رہنمائی کرنا، لوگوں کو اسلام کی باتیں بتانا، لوگوں کو وعظ و نصیحت کرنا اور ان کے ساتھ دعوت و تبلیغ میں مصروف رہنا تھا۔ "سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں ایک صحابی مسجد نبوی میں نماز کی ادائیگی کے لئے تشریف لائے آپ مسجد کے کنارے میں تشریف فرما تھے۔ آپ کریم ﷺ نے دیکھا کہ انہوں نے نماز درست طریقے سے ادا نہیں کی اس پر نبی کریم ﷺ نے ان کو کہا کہ آپ جائیں اور نماز دوبارہ پڑھیں انہوں نے نماز ادا کی اور واپس آکر سلام کیا اس پر نبی کریم ﷺ نے دوبارہ بھیج دیا حتیٰ کہ تیسری بار انہوں نے کہا کہ آپ مجھے نماز سکھا دیں اس پر نبی کریم ﷺ نے پوری نماز سکھائی"[26]

نبی کریم ﷺ نے انتہائی محبت و پیار کے ساتھ ان کی رہنمائی فرمائی اور ان کی غلطی کی اصلاح فوراً فرمادی تا کہ وہ آئندہ ایسی غلطی کرنے سے محفوظ رہ سکیں۔

12۔نرم مزاجی

[25]- قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری، رحمۃ للعلمین، مکتبہ محمدیہ اردو بازار لاہور، اگست 2008ء، ج:1، ص:47،46۔

[26]- بخاری حدیث نمبر 6670۔

ترغیب: اسوہ حسنہ کا ایک اہم پہلو

موٹیویٹر کے لئے اللہ تعالیٰ نے میں نرم انداز اپنانے کا حکم دیا اور نرمی کی تعریف کی ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ذکر فرمایا کہ موسیٰ اور ہارون کو جب فرعون کی طرف بھیجا تو ان کو حکم دیا کہ جب تم اس کہ پاس جاؤ تو نرم لہجے میں بات کرنا حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کی سرکشی کرنے والا بہت بڑا باغی تھا۔

فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَيِّنًا لَعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخْشَى[27]

اسے نرم بات کہو شاید کہ وہ نصیحت حاصل کرے یا ڈر جائے۔

ایک موٹیویٹر کے لئے، داعی و واعظ اور مبلغ کے لئے یہ بہت ضروری ہے کہ وہ انتہائی نرم لہجے میں لوگوں سے بات کرے۔ موٹیویشن، دعوت و تبلیغ اور وعظ و نصیحت کے لئے بہت ضروری ہے۔ نرم خوئی اختیار کی جائے وگرنہ آپ کی موٹیویشن کسی بھی کام کی نہیں اس کا دوسروں پر کوئی اثر نہیں ہو گا۔ نبی کریم ﷺ کا طریقہ ترغیب انتہائی نرمی مزاجی پر مبنی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے خطرتاً آپ ﷺ کو انسانیت کے حق میں انتہائی نرم بنایا تھا اور لوگوں کے دلوں میں گھر کرنے کی صلاحیت سے نوازا تھا اسی لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کے اندر نبی کریم ﷺ کی نرم خوئی کے لئے ارشاد فرمایا:

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللَّهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوا مِنْ حَوْلِكَ[28]

اللہ کی رحمت سے ان کے لئے نرم خو ہیں اگر آپ تند خو اور سنگدل ہوتے تو یہ لوگ آپ کی قربت اختیار نہ کرتے۔

آپ کریم ﷺ اپنی نرم طبیعت کی وجہ سے ان لوگوں سے بھی نرمی کر جاتے جو آپ کے ساتھ تشدد اور ناشائستہ سلوک روا رکھتے تھے۔ صحیح بخاری کی ایک حدیث کا خلاصہ پیش خدمت ہے:

"سیدہ عائشہ فرماتی ہیں کچھ یہودی آپ کریم ﷺ کے پاس آئے اور انہوں نے کہا السلام علیکم (تمہیں موت آئے) سیدہ عائشہ فرماتی ہیں میں ان کی بات کو سمجھ گئی اور میں نے ان کا جواب دیا وعلیکم السام والعنة (تمہیں موت آئے اور لعنت ہو) اس پر رسول کریم ﷺ نے فرمایا ٹھہرو اے عائشہ اللہ تعالیٰ تمام معاملات میں نرمی اور ملائمت کو پسند فرماتا ہے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا آپ نے سنا نہیں انہوں نے کیا کہا تھا نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اس کا جواب دیا تھا کہ وعلیکم (اور تمہیں بھی)"۔[29]

---

[27]- طٰہٰ 44:20

[28]- ال عمران 159:3

[29] صحیح بخاری، حدیث 6024

اللہ تعالیٰ خود نرمی کو پسند فرماتے ہیں اس لئے نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ اللہ تعالیٰ جس گھرانے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں ان میں نرمی عطا فرما دیتے ہیں۔

13۔ درگزر کرنا

اس بات میں کوئی شک نہیں کی نبی کریم ﷺ کو ان لوگوں کی طرف تعلیم وتربیت اور اصلاح کے لئے بھیجا گیا جن کا مزاج اور عادت و اطوار مکمل طور پر آپ ﷺ سے مختلف تھا۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ جب دوسروں کا مزاج اور رویہ آپ سے مختلف ہو توں آپ کو یہ بات گراں گزرتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو ارشاد فرمایا:

فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ "[30]

سو آپ ان سے درگزر کریں اور ان کے لئے استغفار کریں۔

14۔ مشاورت

مشاورت ایک ایسا عمل ہے جس سے آپ کے کام میں اللہ تعالیٰ آسانی پیدا فرما دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کو مشاورت کا حکم فرمایا کہ جن کی موٹیویشن کرنی ہے ان کے ساتھ بھی مشاورت کی جائے۔ مشاورت سے ایک تو اگلے بندے کی سوچ و فکر کا علم ہو جاتا ہے دوسرا اس کی موٹیویٹ کرنا آسان ہو جاتا ہے۔ اس سے اللہ آپ کے کام میں آسانی اور برکت فرما دیتے ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں:

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ[31]

اور کام کا مشورہ ان سے کر لیا کریں۔

15۔ عزم مصمم

کیونکہ یہ کام انتہائی مشکل ہے اس کو کرنے کے لئے بہت بڑی ہمت کی ضرورت ہوتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ بار بار اپنے پیارے پیغمبر ﷺ کو ارشاد فرماتے نظر آتے ہیں کہ جس کام کا آپ پختہ ارادہ فرمالیں تو پھر اللہ پر توکل کریں اور ڈٹ جائیں اللہ تعالیٰ ضرور کامیابی سے ہم کنار کرے گا۔ چنانچہ ارشادِ باری ہے:

---

[30]- ال عمران 159:3

[31]- ال عمران 159:3

ترغیب: اسوہ حسنہ کا ایک اہم پہلو

"فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِين "[32]

پھر جب آپ کا ارادہ پختہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کریں بے شک اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

16۔ نقصان کی وضاحت کرنا

آپ کریم ﷺ کا خاصا تھا کہ آپ کریم ﷺ جب لوگوں کو دیکھتے کہ وہ کوئی غلطی کر رہے ہیں تو ان کی توجہ دلائے اور ساتھ ہی ساتھ اس کے نقصان کی طرف بھی ان کی توجہ دلا دیتے تاکہ لوگ اس غلطی کی سنگینی سے واقف ہو جائیں اور آئندہ ایسی غلطی سے باز آجائیں۔ سیدنا نعمان بن بشیر سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لتسو ن صفو فكم او ليخا لفين الله بين وجوهكم [33]

تم صفیں ضرور سیدھی کرو، وگرنہ اللہ تعالیٰ تمہارے چہروں کے درمیان اختلاف ڈال دے گا۔

یہ تھا رسول کریم ﷺ کا انداز ترغیب تاکہ لوگ اس بات کو سمجھ جائیں کہ نماز میں صف بندی کی کتنی اہمیت ہے اور اگر وہ صف بندی نہیں کریں گے تو اس کا نقصان کیا ہو سکتا ہے۔

17۔ عزت نفس کا خیال رکھنا

کائنات کے سب سے بڑے موٹیویٹر کی ایک یہ خوبی تھی کہ آپ ﷺ کسی کے اندر کوئی ایسی غلطی دیکھتے جس سے آپ کو اندازہ ہو تاکہ یہ دوسرے لوگوں کے اندر بھی ہو سکتی ہے۔ اور اس کا نقصان بھی زیادہ ہو سکتا ہے تو اس وجہ سے آپ لوگوں کو جمع فرماتے اور ان کو مشترکہ خطاب فرماتے اسی دوران کسی نہ کسی کی غلطی کی بغیر نام لئے بغیر اصلاح فرما دیتے۔

"نبی کریم ﷺ نے ایک کام کیا اور لوگوں کو بھی اس کے کرنے کی اجازت فرمادی لیکن کچھ لوگوں نے اس کا کرنا اچھا خیال نہ کیا جب آپ کریم ﷺ کو اس کی اطلاع ہوئی تو آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کی اور ارشاد فرمایا کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے جو اس کام سے پرہیز کرتے ہیں جو میں کرتا ہون۔ اللہ کی قسم میں اللہ کو سب سے زیادہ جانتا ہوں اور ان سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہوں"۔[34]

---

[32]- ال عمران 159:3۔

[33]- البقرہ 130:2۔

[34]- بخاری، حدیث 6101۔

اسی طرح کی کئی مثالیں سیرت رسول ﷺ کے مطالعہ سے ہمیں ملتی ہیں کہ جب کوئی غلطی سنگین نوعیت کی ہوتی ہے تو اس کو تمام لوگوں کے ساتھ شیئر کیا جائے تاکہ سب لوگوں کی اصلاح ہو جائے۔

18۔مزاج شناسی

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو فطری طور پر ایک دوسرے سے مختلف بنایا ہے۔ ان کے لوگوں کے ساتھ میل جول، طبعیت اور دوسروں کو سمجھنے اور ان کی پسند اور ناپسند ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ بعض لوگ اگر کسی شے کو پسند کرتے ہیں تو بعض افراد اسی شے کو ناپسند کر رہے ہوتے ہیں۔ کچھ ایسی باتیں ہیں جو ہر کوئی پسند کرتا ہے جیسے ہر کوئی چاہتا ہے کہ ہر کوئی ان سے خوش اخلاقی اور خندہ پیشانی سے پیش آئے۔ غصے، اداس اور تیوری چڑھے چیزوں کو ناپسند کرتے ہیں۔ دوسری جانب کچھ ایسے افراد ہیں جو ہنسی مذاق، کھیل کھلواڑ اور طنز و مزاح کو پسند کرتے ہیں۔ اور کچھ افراد ہنسی مذاق اور طنز و مزاح کو بلکل ناپسند کرتے ہیں۔ کئی لوگ ملنسار ہوتے ہیں اور کچھ تنہائی پسند ہوتے ہیں بعض باتونی ہو تے ہیں اور کچھ خاموشی کو پسند کرتے ہیں۔ اسی لئے لوگوں کی طبیعت کے مطابق اگر ان سے گفتگو کی جائے، ان کی طبیعت کے مطابق ان سے میل جول رکھا جائے، ان کی طبیعت کے مطابق ان سے رویہ اختیار کیا جائے تو وہ خوشی محسو س کرتے ہیں اس لئے ہمیں چاہیئے کہ ہم لوگوں کے مزاج کو سمجھیں اس کے مطابق ان سے اپنا تعلق استوار کریں ایسا تعلق مضبوط اور پائے دار ہوتا ہے اور لوگ آپ سے ملنا اور معاملات رکھنا پسند کریں گے۔

اگر ہم دوسروں کے مزاج کو سمجھ جائیں خواہ وہ ہمارے فیملی ممبر ہی کیوں نہ ہوں، ہمارے دوست احباب ہی کیوں نہ ہوں۔ بہت ضروری ہے کہ ہم دوسروں کے مزاج کو سمجھنے کی مہارت حاصل کریں ایک باپ کو چاہیے کہ اپنی اولاد کی نفسیات اور مزاج کو خوب اچھی طرح سمجھے اگر والدین اپنے بچوں کے مزاج کو، ان کی نفسیات کو صحیح معنوں میں سمجھ جائیں تو ان کی تربیت کو صحیح معنوں میں کر سکیں گے۔ اسی طرح اگر اولاد اپنے والدین کی نفسیات اور مزاج کو اچھی طرح سمجھ لیں تو تمام معاملات خوش اسلوبی سے حل ہو سکتے ہیں۔ ان کو پتا ہونا چاہیئے ان کے والد محترم خاموشی کو ترجیح دیتے ہیں اور زیادہ باتوں کو پسند نہیں کرتے۔ اولاد کو چاہیئے کہ والدین کی ترجیحات کا خاص خیال رکھے تاکہ ان کے والدین اپنی اولاد سے محبت کریں اور ان کی قربت سے خوشی حاصل کریں۔ اسی طرح بیوی کو اپنے خاوند کے مزا ج سے واقفیت ہونی چاہیئے اور خاوند کو اپنی بیوی کی نفسیات اور مزاج سے شناسائی ہونی چاہیئے۔

اسی لئے انسان کو ان تمام لوگوں کی نفسیات اور مزاج کو اچھی طرح سمجھنا چاہیئے جیسے ان کے دوست، رشتہ دار، پڑوسی ، سب لوگوں کی فطرت ایک جیسی نہیں ہوتی۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو مٹی سے پیدا کیا ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے مٹی کی خاصیت رکھی ہے کہ سخت، نرم، چکنی، ریتلی وغیرہ اور اس کی رنگت بھی مختلف ہوتی ہے۔ ایسے ہی لوگوں

کے مزاج ہوتے ہیں نرم مزاج، سخت مزاج چکنی مٹی کی طرح اکھڑ مزاج، ریتلی مٹی کی طرح پل بھر میں بدلنے والی طبعیت کے مالک ہوتے ہیں۔ اسی لئے ان کو مختلف طریقوں سے سمجھنا اور ان کو ڈیل کرنا بہت ضروری ہے۔ بعض لوگ نرم اور سہل ہوتے ہیں اور بعض سخت کھردرے۔ کچھ لوگ بار آور زرخیز زمین کی طرح فراخ دل اور فیاضی پسند ہوتے ہیں اور کچھ لوگ بنجر زمین کی طرح ہوتے ہیں جہاں نہ تو پانی ٹھہرتا ہے اور نہ سبزہ اگتا ہے۔ زمین کی مختلف انواع کے ساتھ انسان کا طرز عمل ان کے مزج کے مطابق ہوتا ہے۔ پتھریلی اور اونچی نیچی زمین پر انسان انتہائی احتیاط سے چلتا ہے۔ جبکہ نرم اور ہموار زمین پر بڑے سکون اور اطمینان سے بھاگتا پھرتا ہے۔ جس شخص سے آپ کا میل جول ہے۔ اس کا مزاج سمجھ لینا آپ کی مشکلات میں کمی کا باعث ہو سکتا ہے۔

رسول کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: اللہ نے ساری زمین سے مٹھی بھر مٹی لی اور اس سے آدم کو پیدا کیا، اب آدم کے بیٹے زمین کے مطابق پیدا ہوئے۔ کوئی سرخ تو کوئی سفید اور کوئی کالا ہے اور کوئی ان کے درمیان ہے۔ کوئی نرم مزاج ہے تو کوئی ترش مزاج، کوئی خبیث ہے اور کوئی اچھا۔[35]

رسول کریم ﷺ کا لوگوں سے تعامل ان کے مزاج کے مطابق ہوتا تھا۔ اب اسلامی لشکر کے ہمراہ فتح مکہ کے لئے روانہ ہوئے ابو سفیان اسلامی فوج کے مکہ میں داخل ہونے سے قبل ہی اسلام لے آئے اور رسول کریم ﷺ سے ملاقات کرلی۔ سیدنا عباس نے درخواست کی اے اللہ کے رسول ﷺ ابو سفیان کو کوئی اعزاز بخش دیں۔ آپ نے فرمایا ہاں ٹھیک ہے جو ابو سفیان کے گھر چلا جائے اسے امان ہے۔ جو اپنا دروازہ بند کرلے گا اسے بھی امان ہے اور مسجد میں داخل ہو جائے اسے بھی امان ہے۔[36] ابو سفیان بھاگم بھاگ مکہ پہنچے اور بلند آواز سے کہا۔ اے معشر قریش یہ محمد ﷺ ہیں تمہارے پاس اتنا لشکر لے کر آئے ہیں کہ تم میں مقابلہ کی ہمت نہیں ہوگی۔ اسلئے جو ابو سفیان کے گھر آجائے اسے امان ہے لوگوں نے کہا "اے اللہ تجھے مارے تیرا گھر ہمارے کتنے آدمیوں کے کام آئے گا" ابو سفیان نے اعلان جاری رکھا کہ جو اپنے گھر کا دروازہ بند کرلے گا اسے بھی امان ہے۔ اور جو مسجد میں داخل ہو جائے گا اسے بھی امان دی جائے گی۔[37]

35۔ سنن ابی داؤد 4693۔

36۔ مسلم، حدیث 1780، احمد 2/538۔

37۔ السیرۃ النبویۃ ابن ہشام 4/46۔

رسول کریم ﷺ کی معاملہ فہمی کا اندازہ اس بات سے لگالیں کہ آپ ﷺ نے ابوسفیان سے اس کے مزاج کے مطابق سلوک کیا۔ رسول کریم ﷺ لوگوں کی مختلف طبائع کا خیال رکھتے تھے اور ان سے تعامل کے سلسلے میں مناسب ترین انداز اختیار کرتے تھے۔ انسانوں کی طبیعتوں کا اختلاف فطری حقیقت ہے۔ زندگی کے نشیب و فراز میں پیش آنے والے مسائل میں انسان اپنی شعوری حالت کے مطابق فیصلہ کرتا۔

لوگوں سے بات چیت یا معاملات ان کی طبیعت، نفسیات اور ذاتی احساسات کے مطابق کرنے چاہیے کیونکہ ہمارا واسطہ دلوں سے پڑتا ہے نہ کہ اجسام سے اس لئے انسان کو چاہئے کہ ہمیشہ متحمل مزاجی سے کام لے کیونکہ ان کا واسطہ مختلف مزاج کے لوگوں سے پڑتا رہتا ہے۔ اس لئے رسول کریم ﷺ بہت زیادہ متحمل مزاج اور برداشت کے پیکر تھے۔ صحابہ کرام نے بھی آپ سے ہی تربیت پائی تھی۔ وہ بھی آپ ﷺ کی طرح لوگوں کو ان کی قدر و قیمت کا احساس دلاتے تھے ان کے معاملات کو اہمیت دیتے ان کی خوشی اور غمی میں شرکت کرتے تھے۔

نبی کریم ﷺ کی سیرت مبارکہ میں یہ صفت بڑی واضح اور نمایاں طور پر نظر آتی ہے۔ آپ کریم ﷺ ملنے والے ہر شخص سے اس کی طبعیت اور مزاج کے مطابق سلوک کرتے تھے۔ گھر میں بھی اپنی بیویوں اور اولاد کے ساتھ بھی آپ ﷺ کا رویہ ان کی طبائع کے مطابق ہوتا تھا۔

سیدہ عائشہ کشادہ دل اور کھلی طبعیت کی مالک تھیں۔ خوش مزاج بھی تھیں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہنسی مذاق کرتیں تھیں۔ آپ ﷺ بھی ان کے ساتھ ہنسی مزاق کرتے تھے۔ کیونکہ وہ دوسری بیویوں سے کم عمر بھی تھیں اس لئے نبی کریم ﷺ ان کے ساتھ کھیلتے کودتے بھی تھے۔

ایک دفعہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ کسی سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ہمرہ تھیں واپسی پر مسلمانوں کا قافلہ مدینہ کے قریب پہنچا تو آپ کریم ﷺ نے لوگوں سے کہا آگے بڑھو لوگ آگے چلے گئے اور رسول اللہ سیدہ عائشہ کے ساتھ پیچھے رہ گئے۔ سیدہ عائشہ عہد شباب میں تھیں۔ بدن میں چستی تھی۔ آپ کریم ﷺ نے مسکراتے ہوئے ان کی جانب دیکھا اور فرمایا آؤ دوڑ لگائیں دوڑ شروع ہوئی، نبی کریم ﷺ اور سیدہ عائشہ تیز بھاگے، سیدہ عائشہ نے دوڑ جیت لی ۔ایک مدت بعد دوبارہ سیدہ عائشہ رسول کریم ﷺ کے ساتھ سفر پر نکلیں اب ان کے بدن پر موٹاپا آچکا تھا۔ سفر کے دوران ایک کھلی جگہ رسول اللہ نے لوگوں سے فرمایا کہ آپ لوگ آگے بڑھ جائیں لوگ آگے بڑھ گئے۔ آپ

کریم ﷺ نے سیدہ عائشہ سے کہا آؤ میرے ساتھ دوڑ لگاؤ دوڑ شروع ہوئی۔ اس بار رسول کریم ﷺ آگے نکل گئے ۔ آپ ﷺ نے مزاحیہ انداز میں سیدہ عائشہ کے شانے پر ہاتھ مارا اور کہا یہ پہلے والی دوڑ کا بدلہ ہے۔[38]

اس کے برعکس سیدہ خدیجہ کے ساتھ رسول کریم ﷺ کا طرز عمل مختلف اور ان کے مزاج کے عین مطابق تھا۔ وہ عمر میں آپ ﷺ سے پندرہ سال بڑی تھیں۔ جس طرح بڑی عمر میں سنجیدگی اور متانت موجود ہوتی ہے، اسی لئے نبی کریم ﷺ کا ان کے ساتھ رویہ بہت مختلف ہوتا تھا وہ بھی آپ کو جب لوگ پریشان کرتے اور جب وحی کے موقع پر جبرائیلؑ کو دیکھ کر ان کی ملاقات کے بعد خراب طبیعت کے ساتھ ڈرتے ہوئے گھر تشریف لائے تو سیدہ خدیجہ نے نبی کریم ﷺ کو ایسے الفاظ میں تسلی دی جو نبی ﷺ کو ساری زندگی یاد رہی۔ اور نبی کریم ﷺ ان کے ان الفاظ کو ہمیشہ یاد کیا کرتے تھے۔

19۔ خوئے دل نوازی

نبی کریم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

انما بعثت لاتمم مکارم اخلاق[39]

بے شک میں مکارم اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں۔

میزان میں جو سب سے بھاری چیز ہوگی وہ حسن اخلاق ہوگی، کسی بھی موٹیویٹر کے لئے اخلاق، نرم مزاجی، خوش خلقی ، حلم وعفو، محبت ومہربانی سے دوسروں کے دل جیتنا ممکن ہے۔ خوئے دلنوازی سے آپ لاکھوں لوگوں کے دل مسخر کر سکتے ہیں۔

20۔ دعائیہ کلمات کے ذریعے موٹیویشن

نبی کریم ﷺ کا اپنے صحابہ کی موٹیویشن کا ایک انداز دعائیہ کلمات کے ذریعہ بھی تھا۔ جبکہ آپ ﷺ مختلف انداز سے اپنے صحابہ کرام کی حوصلہ افزائی کر کے ان کو موٹیویٹ کرتے یہ ایسی موٹیویشن تھی جو جس صحابی کو مل جاتی وہ دوسرے صحابہ پر فخر کرتا کیونکہ یہ حوصلہ افزائی لسان رسالت سے ملتی تھی جس کے مطابق اللہ تعالیٰ نے اپنے قرآن مجید کے اندر ارشاد فرمایا "وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا و حی یو حی" نبی کریم ﷺ اللہ تعالیٰ کی وحی کے بغیر زبان مبارک سے کچھ بھی نہیں نکالتے تھے۔ صحابہ کرام کو اس بات کا علم تھا کہ یہ ٹائٹل جو نبی کریم ﷺ کی زبان

---

[38]۔ مسند احمد 6/264۔

[39] مسلم، حدیث 1580،

مبارک سے مل رہاہے یہ دراصل اللہ تعالیٰ کی طرف سے مل رہاہے۔ ان میں سے دس صحابہ جن کو عشرہ مبشرہ کہتے ہیں ان کو نبی کریم ﷺ کی زبان مبارک سے ایسا ٹائٹل ملا، ایسا اعزاز ملا جس نے ان کو دنیا کے تمام اعزازات سے افضل کر دیا۔ کئی بار تو نبی کریم ﷺ نے مختلف گروہوں کی طرح حوصلہ افزائی فرمائی کہ ان کو تمام دوسرے صحابہ کرام سے اس قدر افضل قرار دیا کہ رہتی دنیا تک ان کے مقام کو کوئی اور نہیں پہنچ سکتا جس طرح کے بدر کے صحابہ کی فضیلت بیان فرما کر قیامت تک کے لئے ان کو تمام دنیا سے افضل قرار دیا اور ان کی فضیلت بیان کر دی اسی طرح انفرادی طور پر بھی مختلف صحابہ کرام کی اس قدر حوصلہ افزائی فرمائی جس کی وجہ سے دنیا میں ان کی قدر و قیمت میں اضافہ ہو گیا اور ان کی کارکردگی میں بھی اضافہ ہو گیا۔

21۔ قول و فعل میں مماثلت

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں موٹیویٹر کو گائیڈ کرتے ہوئے فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ۔ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللَّهِ أَنْ تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ[40]

اے ایمان والوں کیوں کہتے ہو جو تم نہیں کرتے۔ اللہ کے نزدیک ناراض ہونے کے اعتبار سے بڑی بات ہے کہ تم وہ کہو جو تم نہیں کرتے۔

بنی اسرائیل کا یہ حال تھا کہ وہ نیکی کا دوسروں کو حکم دیتے تھے اور خود اس پر عمل نہیں کرتے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ کے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا:

أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ أَنْفُسَكُمْ وَأَنْتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَابَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ[41]

"کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور خود کو بھول جاتے ہو حالانکہ تم کتاب کو پڑھتے ہو"

نبی کریم ﷺ نے فرمایا: میں نے معراج کی شب کچھ لوگوں کو دیکھا ان کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے تھے۔ آپ کریم ﷺ نے جبرائیل سے سوال کرنے پر جواب ملا یہ وہ لوگ ہیں جو دوسروں کو نیکی اور تقویٰ کی تلقین کرتے تھے اور خود کو بھول جاتے تھے۔ نبی کریم ﷺ کی سیرت مبارکہ سے ہمیں یہ بات سیکھنے کو ملتی ہے کہ کبھی بھی ایسی بات لوگوں کو نہ کہیں جو آپ خود نہیں کرتے صبر و استقامت نبی کریم ﷺ کی سیرت مبارکہ سے ہمیں پتا چلتا

[40]-صف 2:117،3۔

[41]-سورہ البقرہ 2:44۔

ترغیب: اسوہ حسنہ کا ایک اہم پہلو

ہے کہ نبی کریم ﷺ نے کئی ایک نہیں بلکہ ہر روز مشکلات کا سامنا کرتے تھے۔ کسی بھی موٹیویٹر کے لئے نبی کریم ﷺ کی سیرت مبارکہ کے لئے بہت زیادہ رہنمائی ملتی ہے۔

" أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ "۔ [42]

غزوہ طائف میں آپ کریم ﷺ کو جو مشکلات پیش آئیں وہ نا قابل بیان ہیں لیکن آپ کریم ﷺ کی استقامت کیا کمال تھی پتھر کھا کر بھی تمام تر اختیارات کے باوجود بھی ان کے لئے ہدایت کی دعا فرمائی۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اتنا ڈرایا گیا کہ کبھی کسی انسان کو اتنا نہیں ڈرایا گیا اور مجھے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اتنی اذیت دی گئی کہ کسی انسان کو اتنی اذیت نہ ملی اور مجھ پر شب و روز ایسے گزرے کہ میرے اور بلال کے کھانے کے لئے کوئی ایسی چیز نہ تھی جیسے کوئی جاندار کھا سکے سوائے اس کے جو بلال کی بغل میں تھی۔ ان تمام مشکلات کے باوجود آپ گھبرائے نہیں لہٰذا ہر موٹیویٹر کو راہ حق میں اسی طرز عمل کو اختیار کرنا چاہیے۔ بقول مرزا غالب:

جان دی دی ہوئی اس کی تھی

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

خلاصہ

نبی کریم ﷺ بحیثیت خاوند، باپ، مصلح، مبلغ، ناصح، سپہ سالار، مفید شہری ہر حیثیت میں اللہ تعالیٰ نے تمام خوبیوں سے متصف فرمایا۔ اس آرٹیکل کے اندر نبی کریم ﷺ کو بحیثیت موٹیویٹر بیان کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ موٹیویٹر کے اندر جتنی بھی خوبیاں ہونی چاہئیں اللہ رب العزت نے تمام خوبیوں سے نوازا تھا۔

نبی کریم ﷺ نے لوگوں کی اصلاح کے لئے مختلف انداز اختیار کئے کبھی مثبت موٹیویشن اور کبھی فیئر موٹیویشن۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نفسیات کو دیکھ کر ان کی تربیت کرتے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تربیت میں ایسا انداز اختیار کرتے کہ ان پر نبی کریم ﷺ کی ہر بات اس قدر اثر انداز ہوتی کہ پھر وہ ان کی سیرت کا حصہ بن جاتی کیونکہ نبی کریم ﷺ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"لقد كان لكم في رسول الله اسوة حسنه "[43]

تمہارے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔

---

[42]۔ العنکبوت 29:2۔

[43] الاحزاب: 21

ہر شعبہ ہائے زندگی کی رہنمائی کے لئے اللہ تعالی نے جس ہستی اقدس ومقدس کو ہمارے لئے رہبر ورہنما منتخب فرمایا وہ ہمارے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہے کیونکہ اللہ تعالی نے ہر نبی کو دعوت توحید اور اصلاح امت کے لئے مبعوث فرمایا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا اول و آخر مقصد اللہ تعالی کی توحید کا علم بلند کرنا ، بگڑی اور گمراہ امّت کو راہ راست پر لانے کے لئے ایک عظیم ترین موٹی ویٹر کی ضرورت تھی یہ کمی صرف اور صرف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی پوری ہو سکتی تھی۔

لہذا اللہ تعالی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو عظیم ترین موٹیویٹر بنا کر مبعوث فرمایا اللہ تعالی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو زبان و ادب کی تمام تر خوبیوں سے نوازا تھا اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خطابت میں بھی وہ تمام تر لوازمات شامل تھے جو ایک بلند پایہ خطیب، موٹی ویٹر اور ماہر نفسیات کے اندر ہوا کرتے ہیں بنیادی طور پر چار خوبیاں جو اصلاح و تربیت کی تھی جن کے لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالی سے دعا کی وہی خوبیاں اور صفات قرآن مجید میں اللہ تعالی نے سورہ بقرہ آیت نمبر 129 اور 151 سورہ آل عمران آیت نمبر 164 سورۃ جمعہ آیت نمبر 2 میں ذکر فرمائیں، جن کی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی اس کے علاوہ اللہ تعالی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جامع کلمات، نرم مزاجی اور مزاج شناسی کی صفت سے متصف فرمایا۔

یہ وہ تمام تر خوبیاں ہیں جو ایک موٹیویٹر کے لئے بہت ضروری ہے اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہم لوگوں کو موٹیویٹ کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے اس پہلو پر عمل کریں۔